خدا نور احمد سے روشن ہوا ہے
حقیقت میں حق کی ضیاء ہے محمد ﷺ

رازِ محمدی ﷺ

(بیان سے ماخوذ)

نورِ نگاہِ پیر فہمی شیخ العارفین حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معروف پیر مدظلہ العالی

رازِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بیان سے ماخوز)

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجودِ آدمِ خاکی سراسر شکلِ عبرت ہے
دو عالم جس پہ مرتا ہے سو وہ میری ہی صورت ہے

حضرت سید افتخار علی وطن صاحب قبلہ کے اس شعر کو میں نے آج موضوعِ سخن بنایا ہوں اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اس شعر کو سمجھنے اور سمجھانے کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

ہماری نظر روئے زمین کے خطّے، علاقے، چپے میں جہاں تک جاتی ہے اور جہاں تک جا سکتی ہے یہ تابِ نظر پر منحصر ہے تو آج ہمیں وہاں انسان ہی انسان نظر آرہے ہیں، آج دنیا کے ہر گوشے گوشے میں انسان نظر آرہے ہیں۔عالم پر ایک دور ایسا بھی گزرا ہوگا کہ عالم میں سب موجود تھے پر حضرتِ انسان نہیں تھے، عالم پر ایک دور ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہوگا کہ درند چرند پرند حیوان سب ہی موجود تھے سوائے انسان کے. بغیر انسان کے یہ عالم کیسا تھا تو تن بے جاں

تھا جیسے کوئی مردہ حسین بھی ہو جمیل بھی ہو خوبصورت بھی ہو مگر اس میں جان نہ ہو، تو اسی طرح سے عالم تن بے جاں تھا پھر انسان کیا بنا؟ اس تن بے جان کا انسان عالم جاں بنا، تو انسان کون ہے عالم جاں ہے، عالم میں جان نہیں تھی اس لئے یہ عالم تن بے جاں تھا تو یہ جانِ عالم کہاں تھا؟ یہ جانِ عالم اللہ کے علم میں موجود تھا۔

اب اندر سے ایک سوال اٹھتا ہے، باطن سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے یہ اللہ کے علم میں تھا تو کیا بن کر تھا، تو اللہ کا راز بن کر تھا جس کے علم میں تھا اسکی شان عظمت دیکھو کہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (اس کے مثل کوئی شے نہیں ہے) تو جو بے مثل کے علم میں ہوگا اسکا راز بن کر تھا تو پھر کیسا ہوگا۔ حدیثِ قدسی اسی طرف ہی اشارہ کر رہی ہے الانسان سرّي و أنا سرّه اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے انسان میرا راز ہے میں اسکا راز داں ہوں، انسان میرا بھید ہے میں اسکا بھیدی ہوں یہ حدیث پاک اسی طرف تو ہی اشارہ کر رہی ہے تو کہاں تھے انسان اللہ کے علم میں تھے کیا بن کر تھے اسکا راز بن کر تھے۔ ایک دوسرا سوال اٹھتا ہے ذہن میں گونجتا ہے کہ کیسے تھے؟ کیا بن کر تھے اسکا جواب تو مل گیا مگر کیسے تھے وہ جو پہلا سوال تھا وہ علم سے تعلق رکھتا تھا، اب یہ جو سوال ہے یہ محسوس کرنے والا ہے کہ کیسے تھے؟

اس بے مثل کے اندر تھا انسان تو کیسے تھا تو بے عیب تھا لاخوف تھا کسی قسم کا ڈر نہیں تھا، کوئی نقص نہیں تھا ہر نقص سے مبرہ تھا بے گناہ تھا ہر عیب سے پاک تھا

اس پاک ذات میں تھا اس پاک ذات کے علم میں تھا تو یہ بھی پاک تھا کیونکہ مقامِ وصل میں تھا تو پاک تھا لاخوف تھا لاحزن تھا کوئی غم نہ تھا کوئی پریشانی نہ تھی تو یہ محسوس سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ تو اس لحاظ سے ہمارا جو پہلا وطن ہے وہ اللہ تبارک تعالیٰ کا علم ہے۔ اس لئے وطن صاحب قبلہ کیا فرماتے ہے:

نکل کر خانۂ تن سے جو پہنچا کوئے جانان میں
وطن صاحب کے نقل مکاں عالم میں شہرت ہے

پھر اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے علم کی تجلی سے عرش پر روحوں کی شکل میں ہمارا ظہور فرمایا سبحان اللہ تو پھر اس لحاظ سے ہمارا وطن ثانی عرش ہے تو اس لئے

کم سے کم زندگی میں عرش تک پرواز کرنا چاہئے
گر ہے طاقتِ پرواز تو عرش سے آغاز کرنا چاہئے

اگر ہم تخلیق کی ترتیب دیکھیں، تخلیق معنی پیدائش، پیدا کرنا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عرش و کرسی لوح قلم کے بعد ارواح کو پیدا فرمایا۔ ارواح کی تخلیق فرمائی پھر اس کے بعد فرشتوں کی پھر عالم کی۔ عالم پہلے بنا دیا گیا۔ پر جانِ عالم ابھی آیا نہیں۔ جانِ عالم کو آخر میں تیار کیا جا رہا ہے اور عالم کو پہلے بنایا تو آخر ایسا کیوں۔ یہ بھی تو ایک سوال ہوا کہ جانِ عالم بعد میں پہلے عالم کیوں، تو بات سمجھ میں

آ گئی کہ یہ جو جانِ عالم ہے، عالم کا دولھا ہے کیوں کہ یہ عالم کیسا تھا تن بے جاں تھا، آدم سے پہلے بھی، انسان سے پہلے بھی عالم رنگین تھا مگر اس رنگینی کو دیکھنے والا کوئی نہ تھا چمن کے اندر پھول کھلتے تھے مگر ان کی خوشبو کو لینے والا نہ تھا۔ یہ جھرنے، یہ ندیاں اس وقت بھی بہتی تھیں مگر ان کی آوازوں کو سننے والا نہ تھا۔ یہ چاند سورج، ستارے اس وقت بھی مزین تھے روشن تھے مگر ان کی روشنی میں نہانے والا نہ تھا۔ یہ ہر طرح سے سجا ہوا تھا، سنگھار کیا ہوا تھا مگر اس کے سنگھار کو دیکھ کر اس کی سجاوٹ کو دیکھ کر خوبصورتی کو دیکھ کر کوئی تعریف کرنے والا نہ تھا، تاج محل کتنا خوبصورت ہے اگر اس کو کوئی دیکھنے والا نہ ہو اس کی کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو تو، اس کو ہم آج عجوبہ کہہ رہے ہیں وہ کھنڈر میں تبدیل ہو جائے تو، ہر طرح سے سجا تو دیا گیا تھا عالم کو مگر تن بے جاں تھا اب جانِ عالم آخر میں آئے گا تو بات سمجھ میں آ گئی کہ جو جانِ عالم ہے یعنی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام یہ عالم کے دولھے ہیں تو یہاں عالم کو دولہن کی مانند سجا دیا گیا اور سیدنا آدم علیہ السلام عالم کے دولھے تھے۔ اب دیکھو دولہا بعد میں آتا ہے، ساز و سجاوٹ پہلے کر دی جاتی ہے، دولہا آخر میں آتا ہے۔ منڈپ پہلے لگا دیا جاتا ہے۔ تیاریاں سجاوٹ کی پہلے کر دی جاتی ہے کہیں ایسا دیکھا ہے کہ دولہا آیا ہے اور انتظار میں بیٹھا ہے جب ہمارا قاعدہ ایسا ہے تو ہم نے بھی تو قاعدہ اسی سے سیکھنا ہے نا۔ تو ترتیب سمجھ میں آ گئی، ترکیب سمجھ میں آ گئی۔ اس سے قبل بھی تمام مخلوقات کی ایجادات ہو گئی تو اب یہ آخری فارمولا تھا۔ یہ اس کے ترکیب و

ترتیب اور اس کے ہنر کی ایک انتہا تھی، ترتیب و ترکیب میں اللہ تعالیٰ اپنے ہنر کی انتہا چاہتا تھا، اللہ کے لئے کوئی انتہا نہیں مگر اس نے اپنے ہنر کی انتہا چاہی تو اب جانِ عالم کو بنانا تھا اپنے خلیفے کو بنانا تھا، اب اپنے نائب کی تخلیق کرنا تھا، ہزاروں نقشے، ہزاروں نقوش، ہزاروں خاکے عالم وجود میں آچکے تھے مگر کوئی ایسا نقشہ ہو جو افضل ہو، کوئی ایسا نقشہ ہو جو اعلیٰ ہو کہ اس نقشہ کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے اس صورت کا کوئی مثل نہ ہو سکے کوئی ایک چوتھائی حصہ بھی اس کے جیسا نہ ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ مبارک پر آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی سبحان اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی (میم) کا سر بنایا پھر اس کے بعد (ح) ہے اس سے سینہ اور ہاتھوں کو تیار کیا پھر میم ثانی کی بات آئی تو میم ثانی سے پیٹ (شکم) بنایا گیا پھر پیر جو گھومے ہوئے شکل میں ہے تو (د) کی شکل اختیار کیا تو یہ پورا جسد جو بنا تو نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیار ہوا۔ اب یہ جو شکل بنی تو نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بنی اور کتنے پیارے نام پر بنی کہ اللہ کو اس سے بڑھ کر کوئی نام محبوب ہی نہ تھا۔ اللہ کو اس سے بڑھ کر کوئی نام پیارا ہی نہ تھا۔ اللہ نے اپنے محبوب کے نام پر جب بنایا تو محبوب ہی بنائے گا۔ محبوبی نقشے بنانا شروع کر دیا اس نامِ مبارک کی برکت و عظمت کی وجہ سے یہ خاکہ یہ نقشہ بھی عظیم ہو گیا، گوشت و پوست، ہڈی کی وجہ سے آپ افضل نہیں ہوئے، گوشت و پوست آپ سے زیادہ حیوان کو بھی حاصل ہے، جانوروں کو آپ سے زیادہ گوشت و پوست ہو سکتے ہیں آپ سے زیادہ وزنی جانور ہوں گے تو کیا چیز عطا ہو

گئی یہ نامِ مبارک کی عظمت نامِ مبارک کی برکت سے یہ جسد عظیم ہوگیا، یعنی یہ خاکہ یہ نقشہ افضل الافضلون نقشہ بن گیا۔ اس نقشہ پر تیار تو کردیا گیا اب جو خاکہ بنا اور یہ ماڈل تیار ہوا ہے اب اسی ماڈل پر سب آئیں گے تو اب اس کی عظمت بھی تو رکھی جائے، اسکی قدر بھی تو رکھی جائے، نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی عظمت کتنی قدر ہے یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ یہ نجس بھی ہوسکتا ہے اور ناپاک بھی ہوسکتا ہے۔ اور اگر یہ ناپاک ہوا تو اسمِ مبارک کی کچھ برکتوں اور کچھ تاثیرات میں کمی آجائے گی۔ اب اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تو اسے بندگی کی کیا ضرورت۔ اللہ تعالیٰ کو بندگی کی ضرورت نہیں ہے اللہ کو بندگی کے فوائد نہیں ملتے، تو بندگی کے فوائد آپ کو ملیں گے۔ مثال کے طور پر نماز کو لیجئے جو بندگی کی مثال ہے تو بندگی کرنے سے پہلے، نماز پڑھنے سے پہلے آپ پر غسل واجب ہے۔ یعنی آپ کا پاک رہنا فرض ہے۔ تو کیسی حکمت رکھ دی کہ آپ پر بندگی فرض قرار دے دیا اور بندگی کرنے سے پہلے آپ پر پاک رہنا شرط رکھ دی۔ اب نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو برقرار رکھنا ہے۔ کہ کیسے آپ کو پاک رہنا ہے آپ کے اسلام میں پاکی کو فرض قرار دے دیا گیا یہاں تک کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاکی کو نصف ایمان کہہ دیا۔ تو اللہ نے کیسی حکمت رکھ دی اپنے محبوب کے نام کی۔ اپنے محبوب کے نام کی عظمت رکھنا ہے۔ وہ تو بہتر جانتا ہے۔ مگر ہم نہیں جانتے تھے کہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا عظمت ہے۔ بزرگانِ دین جانتے تھے کیا بزرگی ہے کہ اس نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا بلندی ہے۔ اب ہم عُرس میں جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ

غسل ہو رہا ہے تو کیا وہ ناپاک ہو گئے اس لیے غسل ہو رہا ہے؟ تو پھر یہ غسل کیوں؟ تو غسل جو ہے جیسا بزرگوں نے فرمایا کہ طہارت یا پاکی جو ہے وہ ایک راز ہے۔ وہ راز کیا ہے؟ وہ تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جہاں پر غسل دیا جا رہا ہے وہ تعظیمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کیوں تعظیمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیوں کہ انہوں نے جان لیا ہے کہ یہ نقشہ جو بنا ہے یہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بنا ہے۔ وہ زندگی بھر اسے پاک رکھے۔ صاف تو رکھے۔ اب ہم کیا کر رہے ہے اس پانی کو پھینک نہیں رہے اس کو بوتلوں میں ڈال کر لے کر آ رہے ہے۔ اس سے شفایابی بھی ہو رہی ہے۔ تو بات کیا ہے کہ جو غسل ہے وہ تعظیمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ اب دیکھ لو آپ قرآن مجید کی ہم تعظیم کر رہے ہیں حالانکہ جو کاغذ ہے وہ بھی مخلوق ہے۔ کسی پیڑ سے بنا ہو گا اور جو سیاہی ہے وہ بھی مخلوق جو کہیں نا کہیں کیمیکل سے بنائی گئی ہو گی۔ تو کاغذ بھی مخلوق اور اس میں سیاہی بھی مخلوق ہے، یہ بجا ہے۔ تو اتنی عظمت کیوں، اتنی قدر کیوں، کیونکہ اس سے اچھے اچھے کاغذ بھی موجود ہے اس سے اچھی اچھی سیاہی بھی موجود ہے اس سے اچھے اچھے پرنٹر بھی موجود ہیں پرنٹ کرنے والے مگر ہم اس کی عزت اور قدر نہیں کر رہے، قرآن مجید کی قدر اور عظمت کو جان رہے ہیں اس کو چوم رہے ہیں بوسہ دے رہے ہیں، کیوں؟ کیونکہ کاغذ کی قدر ہم نہیں کر رہے سیاہی کی قدر نہیں کر رہے بلکہ سیاہی سے اس کاغذ پر کلام اللہ اتر گیا ہے اس کی قدر ہے۔ تو گوشت کی قدر ہم نہیں کر رہے، ان کی ہڈیوں کی قدر نہیں کر رہے۔ جو قبر میں مزار میں لیٹا ہوا ہے ہم اس کی قدر نہیں کر رہے تو ہم کس قدر کی کر رہے

ہے وہ ہم اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں کر رہے ہے۔ وہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں کی جا رہی ہے۔ اگر کوئی دم کرانے کے لئے پانی لے کر آ گیا، ہم کلمہ پڑھ کر پانی پر دم کر دیتے ہیں تو وہ پانی اب پانی نہیں رہا دم کیا ہوا متبرک پانی ہے اب اس کی قدر بڑھ گئی ہے۔ اگر یہی قرآن مجید کے الفاظ پڑھ کر پانی پر پھونک دو تو وہ پانی دم والا ہو گیا ہے۔ اب یہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر پانی جو نکلا وہ بھی دم والا متبرک ہو گیا۔ تو غسل دینا تعظیمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تو اس کے مزار شریف پر صندل لگا رہے ہیں، عطر پوشی کر رہے ہیں، پھول چڑھا رہے ہیں اور خوشبو یں لگا رہے یہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یہ سنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ خوشبو لگانا سنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غسل تعظیمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ شریعت میں جب تک ہم تھے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا ہم پر فرض تھا اس کے احکامات کی اس کے کلام کی۔ جب طریقت میں آئے تو پیرِ کامل کی تعظیم کرنا ہم پر فرض ہو گیا۔ بزرگانِ دین کی تعظیم کرنا ہم پر فرض ہو گیا۔ اولیاء کرام کی تعظیم کرنا ہم پر فرض ہو گیا اور جب ہم حقیقت میں آئے اور پیر حقیقت کے مقام پر لے آئے، حقیقت سے آگاہی بخشی تو آج ہم پر اپنی ہی تعظیم کرنا فرض ہو گیا ایسا کیوں؟ کیونکہ حقیقت سے آگاہی ہوئی۔ یہ جو جسم بنا ہے یہ اسم سے بنا ہے۔ وہ کس اسم سے بنا ہے وہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنا ہے۔ اس لئے اب ہم پر ہماری تعظیم، ہم پر ہماری ہی حرمت فرض ہو گئی۔ مقام شریعت میں تھے تو اللہ اس کے رسول اس کے کلام کی تعظیم کرنا تھا طریقت کے اندر پیر کامل کی تعظیم فرض ہو گئی تھی بزرگانِ دین کی تعظیم فرض ہو گئی

تھی اولیاء کرام کی تعظیم فرض ہوگئی تھی جب حقیقت کے مقام پر پیر نے لا کر ہم کو اپنی ہی آگاہی بخش دی تو آج ہم پر اپنی ہی تعظیم فرض ہوگئی ۔ اگر عطر لگا رہے تو اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر لگا رہے ہیں ۔ اب اس کے بعد جیسے ہی حقیقت کی معرفت حاصل ہوگئی تو تمام انسانوں کا احترام کرنا عزت کرنا فرض ہوگیا۔ اس لیے اولیاء کرام حقیقت کی معرفت رکھتے تھے اس لئے ان کے دربار میں کبھی کسی بھی انسان کو آنے کی ممانعت نہیں ہوئی ۔ کسی مذہب کی قید نہیں رکھی گئی کہ ہمارے دربار کے اندر فقط مسلمان ہی آسکتا ہے اور دیگر مذاہب کے نہیں آسکتے ۔ آپ کے دربار جو کھلے ہیں تو سرِعام ہے ۔ عام دربار ہے کوئی بھی ملت کا شخص آسکتا ہے ۔ مگر شرط یہ ہے کہ انسان ہو ۔ اسی عظمت کو بتانے کے لیے رہبری رہنمائی کا سلسلہ جاری وساری ہے ۔ ہر حکمت سے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے محبوب کے اسم کی قدر ہو ۔ اگر اس راہ سے واقف نہیں تھے ہمارے علم میں نہیں تھا ۔ دانستہ نادانستہ ہم بے حرمتی کر رہے تھے مگر پھر بھی اب واقف تو ہو گئے ۔ اب اس کی عزت ہم پر فرض ہوگئی ۔ یعنی اپنی ہی حرمت اپنی ہی قدر و قیمت ہم پر فرض ہوگئی تو کس مقام پر لے آیا ہے پیر، کس منزل پر لے آیا ہے کہ آج ہم پر اپنی ہی تعظیم فرض ہے ۔ اگر پیر کے دست بوسی کر رہے ہیں اگر یہی تصور آگیا کہ میں جو ہوں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بوسہ دے رہا ہوں ۔

جیسے شائق صاحب فرماتے ہے:

سب ہاتھ میرا چومے مظہر سمجھ کر تیرا
ایسا مجھے بنا دے مسند نشین طیبہ

پیر کو بوسہ دیا جا رہا ہے ان کے ہاتھ کو چوما جا رہا ہے۔ پیرِ کامل کیا بنا ہوا ہے فنا فی الرسول کا دروازہ ہے۔ جیسے تم نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اسم محمد ﷺ سمجھ کر فنا فی الرسول کے مقام پر آ گئے۔ وہیں پر ہی درجات کی بلندی ہو گئی، سر جھکانا تھا یہ سمجھنے کی دیر تھی کہ سر جھکا تو سرخرو سر بلند ہو گئے، بس سمجھنے کی دیر تھی یہی فنا فی شیخ کا مقام ہے فنا فی الرسول کا مقام ہے۔ کیونکہ شیخ دروازہ ہے فنا فی الرسول کا۔ یوں ہی پاکی نہیں رکھی گئی. اس کی جو پاکی ہے بلا وجہ نہیں کوئی تو بات ہو گی کوئی تو راز ہو گا یوں ہی اپنی پاکی کو اتنا احترام دے رہے ہے کیا۔ اپنے جسم کو خوشبو لگاتے وقت ذرا غور تو کرو یہ کس کو لگا رہے ہے، اسمِ محمد ﷺ پر لگا رہا ہوں۔ پھر جو خوشبو آ رہی ہے اسمِ محمد ﷺ سے آ رہی ہے۔ محسوس کرنے کی چیز ہے محسوس کی گہرائیوں میں جا کے محسوس کرو۔ ایک دور تھا کہ ہمیں علم نہیں تھا اب علم ہو گیا اب علم ہو جانے کے بعد اب بے حرمتی ہو گی تو سزا ہو گی۔ اگر کوئی نہیں جانتا اس نے بھی بے حرمتی کی اسے بھی سزا ہو گی۔ مگر با درجہ اولیٰ آپ کو ملے گی کیونکہ آپ دانستہ کر رہے ہے وہ نادانستہ کر رہا ہے جو نادانستہ کیا اس نے جانا نہیں تھا وہ کسی جاننے والے کے پاس گیا نہیں یہ اس کی غلطی تھی۔ یہ اس کی غلطی تھی کہ کسی جاننے والے کے پاس جا کر معلومات حاصل نہیں کیا وہ علم حاصل

نہیں کیا وہ تعلیم حاصل نہیں کیا۔

عرفان کہتے کسے ہیں؟ تو صوفیہ کرام کی اصطلاح میں وجود کی تعلیم دینا بھی عرفان (پہچان) ہے۔ وجود کی پہچان کیوں فرض ہے کیونکہ اسی پہچان میں رب کی پہچان ہے۔ اس لیے یہ پہچان افضل ہوگئی۔ اب اس کی عظمت کیوں ہے، نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو عظمت ہے ہی، ساتھ میں بنانے والے کی بھی عظمت ہے۔ اگر تم نے بے حرمتی کی تو نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حرمتی تو ہوگی مگر وہ بنانے والے کی بھی بے حرمتی ہوگی۔ کسی کلا کار کی آپ نے کلا کو بگاڑ دیا تو کلا کار کی بھی تو بے حرمتی ہے۔ صاحبِ ہنر کی بھی بے حرمتی ہے۔ تو اس نے اپنے تخلیق کی عظمت کو رکھنے کے لیے اس نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اپنے محبوب نام کی عظمت کو رکھنے کے لیے پاکیزگی کو فرض قرار دیا۔ اب بزرگان دین نے طریقہ کار سے سمجھانا شروع کر دیا اور اگر سمجھنے کے بعد بھی بے حرمتی ہوگئی تو سزا بادرجہ اولیٰ ہوگی۔ چھوٹی سزا نہیں بڑی سزا ہوگی۔ جو نادانستہ کر رہا تھا اسے چھوٹی سزا ہوگی مگر اس کو بھی کہیں سے علم حاصل کرنا تھا کسی آستانہ عالیہ پر جا کر عارف سے معلوم کرنا تھا یہ اس کی غلطی ہے۔ یہ اس کی دانستہ غلطی ہے۔ آج دیکھو بڑا رمز کھول رہا ہوں تمام عالم کا جو راز ہے وہ کلمہ طیبہ میں ہے۔ اب پورے کلمے کے اندر راز ہیں اب اسی کے راز سے روشناس کرنے کے لیے پیرِ کامل آہستہ آہستہ آپ کو اس سے روشناس کر رہا ہے اس راز سے پردے اٹھاتے چلے جا رہا ہے۔ تو ہم دیکھتے ہے کلمہ طیبہ میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ رہے ہیں ہم اس کا ظاہری

معنی بھی پڑھ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت (محمد ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس کے بعد صوفیاء کرام نے ایک معنوی معنی ایک اصطلاحی معنی رکھا، لا یعنی نفس، الہ یعنی دل، الا اللہ یعنی روح، رسول یعنی نور، اور اللہ یعنی ذات، تو محمد کے باطنی معنی سِر یعنی راز رکھ دیے ہیں کہ محمد راز کا مقام ہے۔ پورے عالم کا راز کلمہ طیبہ میں ہے، پورے کلمہ طیبہ کا راز محمد ﷺ میں ہے، محمدؐ سرِّ وحدت ہیں اس رمز سے پردہ اٹھایا نہیں ہلایا ضرور گیا اٹھایا نہیں۔ تو کیا رمز ہو گا محمد ﷺ کے اندر، کیا راز ہو گا محمد ﷺ کے اندر، کیا بھید ہو گا۔ تو محمد ﷺ کے معنی جس کی تعریف کی گئی جس کو سراہا گیا۔ کس کی تعریف، کسے سراہا گیا، پھر اس کے معنی تو عیاں ہو گئے اس تعریف کے سراہنے کے۔ تو اس وجود کی تعریف کا نام محمد ﷺ ہے۔ تو وہی کلمہ طیبہ میں سِر بن کر موجود ہے اور تمام سِر کا سر ہے تو یہی تو راز تھا جو راز میں تھا۔ اب اس کی تعظیم کرنا فرض ہو گیا ہے۔ اس کی قدر کرنا فرض ہو گیا ہے۔ اس کی قدر و قیمت کرنا فرض ہو گیا ہے۔ اب جب اتنی ساری باتیں ہیں کہ یہ وجود اسم محمد لیے ہوئے ہیں، یہ وجود باعظمت لئے ہوئے ہیں یہ اُس کے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ نے اپنے ہاتوں سے بنایا۔ کسی اور مخلوق کے بارے میں اس طرح سے نہیں کہا حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کہہ دیا کہ ہم نے اپنے ہاتوں سے بنایا پھر اس کی عظمت کو دیکھو، اور بنانے کے بعد اپنی ہنر کی خود تعریف کیا ہے۔ کیا یہ معمولی بات ہو گی۔ اتنی بات ہونے کے باوجود بھی پھر یہ جسم قبر میں سڑ گل

کیوں جاتا ہے۔ جب اتنی عظمت والی بات ہے۔ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا گیا۔ تو اتنا یاد رکھنا کہ جسے بھی سزا دی جائے گی وہ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کبھی نہیں دی جائے گی۔ سزا دینے سے پہلے یہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہٹا دیا جائے گا۔ تو کیوں ہو رہا ہے یہ سب اتنا عظمت ہونے کے بعد تو پتہ کیا چلا کہ انہوں نے قدر اور قیمت نہیں کی تھی اس لئے سڑ گئے یہ سزا ہے جنہوں نے قدر اور قیمت کرلی تو انکا جسد سلامت رہے گا یہ جزا ہے۔ اب دیکھو جہاں پر سزا ہو رہی ہو گی وہاں کہی پر بھی اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ملے گا۔ اور جہاں پر جزا ہو رہی ہو گی وہاں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملے گا جہاں پر جنت کی کھڑکی کھل گئی ہے وہاں دیکھو اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملے گا۔ تو بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ سزا کیا ہو رہا ہے جزا کیا ہو رہا ہے۔ سڑ کیوں جا رہا ہے کیونکہ اپنی وجود کی قدر نہیں کی اس نام کی قدر نہیں کی ہے خود کی قدر نہیں کیا ہے۔ اس لیے قدرت نے اس کی قدر نہیں کی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح سے اس کی قدر کرنے کے لئے رہبری رہنمائی فرمائی، اپنے کلام کے ذریعے، ہر طرح سے انتظام کیا مگر اتنے انتظامات کو بھی توڑ کر پھر اسی مقام پر آیا بے حرمتی کی۔ تو کتنی بڑی چیز رکھ دیا ہے کہ چلتا پھرتا اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جب سیدنا آدم علیہ السلام کا جسم مبارک تیار ہو گیا اس نام پر، اب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے جب میں اپنی روح اس میں پھونکوں اپنے راز کا اظہار کر دوں بھید کو آشکار کر دوں تو اے فرشتوں تم سجدے میں گر پڑنا۔ کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر سیدنا آدم علیہ السلام کو دکھانا چاہتا تھا اور فرشتوں کو سمجھانا چاہتا تھا اور عالم کو بتانا چاہتا تھا کہ کیا قدر ہے تو

سجدہ ریزی کرایا گیا۔ کہ جیسے ہی ہم اپنی روح پھونکھے ویسے ہی تم سجدے میں گر پڑنا۔ عظمتِ محمدی ﷺ کا اظہار کیا گیا اس سجدے کے ذریعے، بولتے ہیں کہ کچھ فرشتوں نے حیلہ بہانا عرض و معروضہ پیش کیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اور آدم علیہ السلام کے درمیان علمِ معرفت کا مقابلہ رکھا۔ آدم علیہ السلام کا علم معرفت دیکھ کر فرشتے چیخ اٹھے کہ اے اللہ تو پاک ہے، ہمیں تو کچھ علم ہی نہیں ہیں۔ ان کے سامنے ایسا لگ رہا تھا کہ سورج کے سامنے چراغ ہو۔ آخر آدم علیہ السلام میں اتنی تاثیر کہاں سے آئی ۔ تو تھے کہا۔ سراپا تو اسی کے علم میں تھے اسی لئے علم معرفت ہر ایک کو عطا کر دی گئی۔ ہر انسان کو ہر اولاد آدم کو علم معرفت عطا ہے اور ہم کیا کر رہے ہے ہمارے علم پر دھول مٹی بیٹھی ہے اسے صاف کیا جا رہا ہے، ورنہ کسی جانور کو آپ عالم و فاضل اور بے جوڑ بنا کے تو دکھاو، مدرسے میں تو ڈال دو آپ، اس کو عالم بنا دو آپ، فاضل بنا کر بتاؤ، گریجویٹ بنا کر بتاؤ، کوئی اس کو ڈگری دے کر بتاؤ، کہ کوئی ڈگری لے سکتا ہے کیا، آپ کی زندگی ختم ہو جائے گی، آپ کی اولاد کی زندگی ختم ہو جائے گی مگر وہ جاہل کا جاہل ہی رہے گا۔ تو علم تو آپ کو عطا ہے، کیوں عطا ہے کیونکہ آپ اس کے علم میں تھے، کم سے کم اتنی تاثیر تو ہوگی ضرور۔ تو آپ کو علمِ معرفت عطا ہو گیا ہے، جب علمِ معرفت کی بات آ گئی تو سیدنا آدم علیہ السلام نے تمام علوم پیش فرما دیا۔ تو فرشتوں کا دل تو جھک گیا تھا ان کی عظمت کو دیکھ کر پر سر جھکانے کی بات تھی، اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی آنکھوں میں دیکھ لو، تو جیسے ہی فرشتوں نے

آنکھوں میں دیکھا ہے وہیں پر سجدہ ریز ہو گئے۔

کیا مستی کیا کیف و سرور ہے
آنکھوں کی پتلیوں میں محمد ﷺ کا نور ہے

اور اس سے افضل اور اعلیٰ وطن صاحب قبلہ فرماتے ہے:

مرد مک دیدائے نورے قدیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

یعنی یہ جو نور ہے آنکھوں میں یہ نور قدیم ہے، محمد ﷺ کا نور تو ہے پر محمد ﷺ کا نور کس کا نور ہے یہ نور کی بیج ہے اور یہ اس کا شجر ہے، نوری بیج نوری شجر اور نوری پھل۔ تو جیسے ہی فرشتوں نے آنکھوں میں دیکھا ہے ویسے ہی وہ سجدہ میں گر گئے۔ ہر دور میں سجدہ تعظیم ہوتا تھا یعنی پہلے بادشاہوں کو، والدین کو، استاد کو سجدہ تعظیم کیا جاتا تھا۔ سیدنا آدم علیہ السلام فرشتوں کے روبرو تھے، دل تو جھک گیا تھا فرشتوں کا اور جو بات کی کسر رہ گئی تھی وہ آنکھوں میں دیکھتے ہی پوری ہو گئی۔

نور میں نور جب سمایا ہے
نکتہ تحریر بن کر آیا ہے

وہ نکتہ بھی نوری تھا اور یہ تحریر بھی نوری ہے یوں ہی فرشتوں نے تھوڑی سر جھکایا

ہے اور عظمت کی بات ہے دیکھ لیا وہ سمجھ گئے کیونکہ سمجھ کی دولت اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا وہ سمجھ گئے دیکھتے ہی سر جھک گیا تو عظمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر کر دیا گیا اللہ نے اور سجدہ کروا کے آدم اور اولادِ آدم کو بھی جتا دیا گیا کہ کیا عظمت ہے ان میں کہ برسوں سے جو فرشتے ہماری سجدہ ریزی میں تھے صدیوں سے جو فرشتے ہماری بندگی میں تھے آج وہ فرشتے تمھارے لئے یہ سجدہ کیے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سجدہ اللہ کے لئے کیا گیا اور اللہ کی طرف کیا تھا ذرا غور کرو آدم علیہ سلام سامنے تھے پر یہ غلط ہے میں کہتا ہوں وہ سجدہ بھی آدم علیہ السلام کو تھا اور آدم کے لئے ہی تھا۔ اگر قاعدہ سمجھ میں آتا ہے تھوڑہ سا قاعدہ میں بتا دیتا ہوں عربی کا آپ کو، قرآن میں ہے اسْجُدُوا لِآدَمَ لآدمَ میں ل ہے لئے کیلیے، الحمد اللہ پر ل جو لگاتے ہیں لئے کے لئے، تو لِآ دَمَ استعمال ہو رہا ہے آدم کے لئے، اگر آدم کی طرف ہوتا اِلی آدم ہوتا، آدم کی طرف کروا ایسا مگر نہیں ہوا کہ آدم کی طرف کرو، آدم کے لئے کرو تو جو آدم کے لئے ہوا تو آدم کی طرف ہی ہوگا نا۔ وہ سجدہ اللہ کو نہیں تھا، وہ سجدہ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو تھا وہ سجدہ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھا وہ سجدے کے اندر ہی وجود آدمِ خاکی کی عظمت پوشیدہ ہوگی۔ تمام عظمت آپ میں رکھ دیا ہے۔ مقامِ افضلیت عطا کرنا تھا تو بعد میں تمام کو یعنی ان کی اولادوں کو ذرات کی شکل میں ان کے پشت میں داخل فرمایا۔ تین مرتبہ آپ کے پشت مبارک سے نکالا گیا ہے آپ کی اولادوں کو اور دکھایا گیا ہے۔ جیسے ہی آدم علیہ السلام کے قلب میں داخل ہوئی ہے جو دیکھے ہے آپ نے جس طرح

بتاتے ہے کب نکالا گیا جیسے آپ نے دیکھے تو اس میں کلمہ طیبہ نظر آیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہتے ہیں یا اللہ تیرے نام کے ساتھ یہ محبوب نام کس کا ہے۔ تو کہا کہ یہ نبی آخر الزمان ﷺ کا ہے یہ میرے محبوب میرے حبیب ہے اور تمھاری اولاد میں سے ہونگے اور تمھارے شفیع ہونگے، کون شفیع ہونگے محمد ﷺ شفیع ہونگے، تمھاری شفاعت کرائے گا کون محمد ﷺ شفاعت کرائے گا۔ تو بولے میری اولاد میں سے ہونگے. پہلی دفعہ اس وقت نکالا گیا اور دکھایا گیا کہ یہ تمھاری اولاد ہے۔ پہلی دفعہ اس طرف دکھایا گیا۔ دوبارہ قول و اقرار کے لئے نکالا گیا الست بربکم قالوا بلیٰ اور یہ الست بربکم قالو ابلیٰ کا جو قول و قرار ہوا ہے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ہوا ہے۔ تخلیق سے پہلے یہ قول و قرار نہیں ہوا، کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں، وہاں پر تین قول ہوئے ہیں تینوں قول قرآن مجید میں موجود ہیں۔ ایک عام لیا گیا قول، ایک خاص لیا گیا قول، ایک خاص الخاص لیا گیا قول۔ عام تو سمجھ لو عام قول ہوا (کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں)، اور جو خاص ہوا وہ اولیاء کرام سے ہوا (کہ تم حق کو پوشیدہ نہیں کروگے، حق کو تم چھپاؤ گے نہیں)، جو تیسرا لیا گیا ہے وہ جو ہے انبیاء کرام اور مرسلین سے لیا گیا ہے (کہ تم ہماری توحید کی تبلیغ کروگے، ہمارے بندوں کو گمراہ ہونے سے بچاؤ گے)۔ تین قول موجود ہیں۔ یہ جو بھی قول لیا گیا ہے یہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد لیا گیا ہے۔ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے کوئی بھی قول نہیں ہوا۔ سورہ اعراف میں جس جگہ پر یہ لکھا ہے اسی کو پڑھ کر دیکھ لیں

کیا لکھا ہے کہ ہم نے خود ان کو ان پر گواہ بنایا۔آپ خود اس کے گواہ ہیں۔ بولے ہم کو تو یاد نہیں تھا تو پھر سزا کس بات کی۔ بھول جانے پر سزا نہیں ہے مگر یاد دلایا بھی تو گیا نا۔ یاد نہ دلایا جاتا اور آپ بھول جاتے تو کوئی سزا کا حقدار نہ تھے۔ آپ بھول جاتے اور یاد بھی نا کرایا جاتا، یہاں تو یاد بھی دلایا جارہا ہے اور تحریر بھی کرائی جارہی ہے اور گواہ بھی رکھا گیا۔تو کونسا سوال اٹھا، کہ ہم تمھارے رب نہیں ہے۔تو روحوں نے کہا بلیٰ (بے شک) اس سوال میں بھی کچھ رمز ہے۔ یہاں پر بھی تعظیمِ رسول رکھی گئی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محبوب اگر ہمیں تمہیں ظہور میں لانا نہ ہوتا تو میں اپنے ربوبیت کو ظہور میں نہ لاتا۔اس کے بعد تمام اولادِ آدم کو داخل کیا گیا، کس میں؟ پشت آدم میں داخل فرمایا گیا۔تو وہاں بھی تو لا خوف تھے۔ مگر تھوڑی سی ہلچل تھی۔ پھر منتقل در منتقل کرنا تھا اور اس کی عظمت کو سلامت رکھ کر منتقل کرنا تھا۔یعنی آپ کو دنیا میں لانے کے لئے پاکیزگی کا ذمہ اللہ نے لیا تھا۔تمھارے نامہ اعمال میں تمھارے کھاتے میں کہیں ایک جرم نہیں ہوگا۔ نہ دنیا کے کھاتے میں رہے گا نہ دین کے کھاتے میں رہے گا۔ نہ ہمارے کھاتے میں تمھارا جرم ہوگا۔ ہم تمھیں یہاں لاخوف، لا حزن لائیں گے۔ پھر سلسلہ جاری اور ساری ہوا۔تو یہ پشت سے مادرمہربان میں آئیں، تو اندر پوری گندگی رہتی ہے۔مگر جس جگہ پر اس کو رکھا گیا جس تھیلی میں اس کو رکھا گیا وہاں پر پانی نما بھر جاتا، اور کہتے ہے کہ اس سے صاف پانی اس سے اچھا پانی دنیا میں کہیں نہیں ہے۔کوئی کمپنی والا بنا نہیں سکتا جو ماں کے شکم

میں ہوتا ہے۔تو کتنا پاکیزگی کے مقام پر رکھا ہے۔اس پاگزگی کے مقام پر
نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھا آرام سے۔اس آرام سے لیٹا ہوا ہے کس خواب میں لیٹا ہوا
ہے۔قیامت آئے تو آئے وہ لاخوف ہے۔تو دیکھو تو پانی ہی پانی ہے۔اور
پاک پانی صاف پانی۔آپ کو دنیا میں لانے تک ہمارے ذمہ پر ہے۔ہم تم کو
دنیا میں جو لائیں گے یہ ہمارے ذمہ پر ہے پاک اور صاف لائیں گے اور
جیسا ہم لائے تھے ویسا جانا بھی تمھارے زمہ پر ہے۔تو کتنے مہنگے پرزے
لگائے گئے ہوں گے کیونکہ کسی چیز کا موڈل جب بنایا جاتا ہے کسی چیز کو اگر مہنگے
سے مہنگا بنایا جاتا ہے اچھے سے اچھا بنایا جاتا ہے تو مہنگا بھی ہوگا اور اس کے
پرزے بھی مہنگے ہونگے۔جب اتنی اچھی چیز بنانے پر آ گئے تو مہنگے بھی
ہونگے۔اگر مہنگی گاڑی بنائی جاتی ہے تو اس کا مینٹیننس کتنا ہوگا۔تو یہ جو بنایا گیا
ہے آدم علیہ السلام کا جسد تو اس کے پرزے قیمتی ہیں تو اس کا مینٹیننس بھی قیمتی
ہوگا۔سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمھیں اپنے ہر جوڑ کا صدقہ کرنا ہوگا تو
صدقے میں آپ پیسے دے دیتے ہیں تو یہ بھی جائز ہوا مگر یہ عام کے لئے اب
خاص کے لئے کیا ہے تو اس کا ہر جوڑ اس کا ہر عضو اس کی بندگی اس کی یاد میں
لگ جائے یہ ہے اس کی میٹننس۔ہر ہر جوڑ اسکے ذکر میں لگ جائے، ہر
عضو کو اسکی بندگی میں لگانا پڑے گا اسکے ذکر میں لگانا پڑے گا،کوئی عضو بھی آپکا
بے کار نہ رہے ہر عضو آپکا کارگر ہو جائے۔تو مینٹیننس دینا ہوگا اور اگر مینٹیننس نہیں
دو گے تو کیا ہوگا تو گاڑی دن بادن خراب ہوگی،تو آپکی روحانیت گرتی ہوئی چلی

جائے گی۔ جسم تو بوڑھا ہو گا ضعیف تو ہو گا مگر اسکی جو روح ہے اسکی جو روحانیت ہے وہ گرتی چلے جائی گی۔ اب اسکی عظمت کو بتانے کے لئے اسکی عظمت کو سمجھانے کے لئے ہزاروں محفل رکھی گئی اور ہزاروں مرتبہ سرکار کے اس نامِ مبارک کو دہرایا جا رہا ہے۔ اور آپ پر درود شریف پڑھنا فرض کر دیا گیا تا کہ آپ پڑھ کر یاد تو کر لیں اور فقط آپ کو ہی اللہ تعالیٰ نے علمِ معرفت عطا فرمایا اور فقط آپ کو ہی دیدار کا حق ہے اور کسی کو نہیں۔ دیدار کی بشارت آپ کے علاوہ کسی کو نہیں دیا کہ دیکھ سکتا ہے۔ کسی جانور کو حق نہیں دیا کہ میرا دیدار کر سکتا ہے اگر اللہ کے دیدار سے کوئی مشرف ہو سکتا ہے تو وہ انسان ہے کون دیکھ سکتا ہے جو اسم محمد سے بنا ہو وہی دیکھ سکتا ہے نام محمد کے صدقے میں۔

انسان میں کچھ کافر بھی ہونگے۔ اگر وہ کفر چھوڑ دیے تو، مرتے وقت بھی اگر کلمہ نصیب ہو گیا تو صاحب ایمان ہو گیا پھر اس کو دیدار نصیب ہے۔ دیدار کون کر سکتا ہے اسم محمد والا ہی کر سکتا ہے آپ کے علاوہ کسی کو بھی دیدار کی بشارت نہیں دی گئی۔ آپ کے علاوہ کسی کو بھی علمِ معرفت عطا نہیں کیا گیا۔ یہ دونوں چیزیں آپ کو عطا کی گئی ہے۔ یہ جتنی بھی ہم محفلیں سجاتے ہیں تا کہ ہم اندر سے تیار ہو جائیں۔ اندر کے سفر کے لئے۔ اب دیکھو غسل جو آپ کرتے ہیں تو تازگی آ رہی ہے۔ موڈ آپ کا اپ سیٹ ہوتا ہے نہانے کے ساتھ ہی تازگی آجاتی ہے۔ تو باہر سے سپورٹ مل رہا ہے۔ پانی نے آپکو سپورٹ کیا اپکے اندر تازگی آ گئی۔ تو جتنا ذکر کرایا جا رہا ہے باہر سے جتنا کلام سنایا جا رہا ہے باہر سے تو باہر سے ہی سپورٹ

مل رہی ہیں۔آج تک جتنا بھی تعلیم لیا ہے وہ ننانوے فیصد بدن کے ذریعے ہی لیا ہے۔اور وہ ایک فیصد ہی ہونگے جن کو براہ راست عطا ہوا۔ان کی وجوہات کیا تھی جن کو براہ راست عطا ہوتا تھا۔آپکو کیوں نہیں ہوتا تو ہمارے اندر گانٹھے ہیں۔جس کی وجہ سے ہمارا کمونیکیشن سسٹم کام نہیں کر رہا تو پیر ان گانٹھوں کو کھول دیتا ہے۔جسمانی اعتبار سے تو کچھ راستے ہے ان گانٹھوں کو نکالنے کے۔آپکے قلب میں خون نہیں دوڑ رہا تو چلو اتنا ہی گانٹھ کو کاٹ کر نکال دیئیے۔مگر روحانیت میں ایسا نہیں ہے اگر پیر ہے تو وہ گانٹھ کو نکال دے گا۔اپنے آپ کا سرجن خود بننا پڑے گا۔ایسے کئی بزگانِ دین ہیں جنہوں نے کسی استاد کو نہیں پکڑا مگر وہ منزل مقام تک خود پہنچے۔ان کے اندر کوئی گانٹھے نہیں تھے، تعلق ہوگیا تھا۔مگر یہاں پر تو گانٹھے ہیں۔تو پیر کیا کر رہے ہیں ان گانٹھوں کو کھول رہے ہیں۔تا کہ آپکا تعلق براہ راست ہو جائے۔اور اسی کی تعلیم و تربیت دی جارہی ہے۔اسی کے لئے باہر سے سپورٹ کیا جارہا ہے تا کہ آپ اس کو سمجھ لو اور اندر اتار لو جب تک آپ اسکو اپنے تجسس میں نہیں اتاروگے اپنی محسوسات کے اندر نہیں اتاروگے جب تک آپ اس کے اندر اتر نہیں جاؤ گے یعنی خود ہی اتر جانا ہے اب تک عظمت نہیں سمجھ میں آئی تھی اب تو سمجھ میں آگئی نا۔عظمت سمجھ میں آگئی راز سمجھ میں آگیا۔لیکن راز سمجھ میں آجانے کے بعد بھی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا جیسے ہی ہم اپنا راز داخل کریں اے فرشتوں جیسے ہی ہم اپنا راز آشکار کریں اور جیسے ہی روح پھونکیں تم سجدے میں

گر جانا یعنی راز میں نیاز ہو جانا اس لئے وہ راز پا کر نیاز ہو گئے اس لئے آج وہ پاکیزہ کہلا رہے ہیں تو آج ہم پر ہمارے ہی جسم کی تعظیم اور حرمت فرض ہو گئی۔

جب تک ہم وجود سے واقف نہیں ہوتے جب تک دوسرے کی وجود سے کیا واقیفیت ہو گی۔ اب مقام حقیقت میں آؤں تو مقام حقیقت میں خود کی تعظیم خود پر فرض ہے۔ اب عطر لگا رہے ہیں تو کس کو لگا رہے ہیں، یہ جامہ پہنا رہے ہیں تو کس کو پہنا رہے رہے ہیں، بال سنوار رہے ہیں، خوبصورت کر رہے ہو تو کس کو کر رہیں ہے۔ پہلے بھی کرتے ہونگے آپ پر اب انداز بدل جانا چاہیے۔ پیر کو لگا رہے ہے عطر تو اسمِ محمدی کو لگا رہے ہیں۔ محمد ﷺ نہیں ہیں تو اسمِ محمد ﷺ تو ہیں۔ اگر وہ بھی نہیں ہیں تو خلافت میں اسمِ محمد ﷺ لکھ کر دے رہے ہیں آپ کو۔ آپ کے ماؤں نے آپ کے نام میں اسمِ محمد لگایا یا نہ لگایا مگر پیر نے تو لگا دیا۔ عبداللہ تھے اب محمد عبداللہ ہو گئے۔ دیکھ لو خلافت نامے میں محمد ملے گا ہی۔ محمد ﷺ کو چھوڑا نہیں گیا، محمد ﷺ کو تو لگا ہی دیا گیا ہے۔ اور بزرگوں نے بھی فرمایا ہے کہ نام کے آگے محمد لگایا کرو۔ اب انہوں نے شریعت کے حساب سے بتا دیا کہ اس نام کی برکت کی وجہ سے آپ کو دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔ مگر نام کی قدر بھی تو کرنا پڑے گا۔ نام کیا نام والے کی بات دیکھو۔ نام والے کا نور موجود ہے۔ نام والے کی نشانیاں موجود ہے۔ خالی نام میں کیا ہے یہاں تو نشانیاں بہت ہے۔ یہ ان کا نور چلا آیا ہے۔ اور اپنے اپنے عزم میں ہے۔ ہم محمد ﷺ بولے تو کیا سمجھتے ہے کہ ایک جسم والا ہو گا۔ بے جسم بھی ہے وہ۔ لیکن آپ کو سمجھ

میں نہیں آئے گا آپ کو مثال کے ذریعے سمجھ میں آئے گا اس لئے مثال کے طور پر اُتر ا گیا۔ ورنہ وہ بے مثل ہے ۔کیونکہ ہماری سمجھ میں نہیں آئے گا بے مثل ہے ۔اس طرح اگر میں ایک بات کہوں کہ ایک اندھا ہے اور وہ دیکھتا ہے ۔ دور تک دیکھتا ہے ۔تو آپ کی سمجھ میں آئے گا ہی نہیں ۔وہ لنگڑا ہے پر وہ دوڑتا ہے ۔گونگا ہے پر ایسا بولتا ہے کہ چپ ہی نہیں بیٹھتا ۔وہ بے مثل ہے آپ کو مثال کی سمجھ نہیں آئے گی ۔اس لئے حضور ﷺ جب کلام سنتے تھے ۔تو ٹرانسلیٹ کرتے تھے ۔کیسے آرہی ہے کیا آرہی ہے کس کو کیا خبر ۔ابھی تو پتہ چل گیا ۔ابھی اس کی حرمت آپ پر فرض ہے ۔اور نہیں ہے تو سزا پاؤ گے ۔اور کر لئے تو جزا پاؤ گے ۔اوپر بھی جزا اور نیچے بھی جزا ۔

وجودِ آدمِ خاکی سراسر شکلِ عبرت ہے
دو عالم جس پر مرتا ہے وہ میری ہی صورت ہے

وہ تمھاری صورت بنی وہ صورتِ محمدی ہے اس لئے مر رہا ہے ۔اور اسی نام میں ضم ہو گئے تو یہی فنافی الرسول کا مقام ہے ۔فنافی محمد ہو جاؤ گے ۔اسی نام کو ضم کر لیا اپنے اندر تو فنافی محمد ہو جاؤ گے ۔فنافل محمد ہو گئے تو قبر کے اندر بھی خوشبو، جسد میں بھی خوشبو ۔تمھاری آنکھ خوشبو والی تمھارے کان خوشبو والے، تمھاری زبان خوشبو والی ۔تو ان کی زبانوں میں یوں ہی تاثیر نہیں آئی ۔قدر کر لی تو آگئی ۔تو تم نے نہیں کی تو سزا کے لئے تیار رہو ۔تو مینٹننس دینا پڑے گا ۔ہر

اعضاء کا۔اس لئے کہتے ہیں تن من دھن سب مینٹننس میں لگ گئے۔کیا لگے گا تن بھی لگے گا من بھی لگے گا اور دھن بھی لگے گا۔سب منیٹننس دے گے۔اس لئے اس کا جو منیٹننس ہے وہ معمولی تھوڑی ہے۔مہنگے مہنگے لگے ہیں۔بہت مہنگے پرزے ہے یہ۔تو عالم کیسا تھا تن بے جاں تھا۔بکھرا ہوا تھا۔کوئی نفسانیت میں پڑے جانور، حیوان ہے جنات ہے نفسانیت میں پڑے ہیں، شر میں پڑے ہیں۔فرشتے نوری مخلوق تھی۔تو خیر ہی خیر میں پڑے ہیں۔یہ خیر ہی خیر میں پڑے ہیں وہ شر ہی شر میں پڑے ہیں۔مگر خیر اور شر کا کہیں ملاپ نہیں ہوتا۔تو یہ جو بنایا گیا ہے خیر اور شر کا مجموعہ ہے۔جتنا خیر ہے اتنا شر بھی ہے۔ اب وہ فقط دو خیر کا مزہ نہیں لے سکتا وہ۔جو خیر والے ہیں وہ خیر کا مزہ نہیں لے سکتا وہ۔جو شر والے ہیں وہ شر کا مزہ نہیں لے سکتے وہ۔کیونکہ جو رات کو نہ جانا وہ دن کا مزہ کیسے لے گا۔کیونکہ کوئی بھی چیز کی جب پہچان ہوتی ہے وہ اسکی مخالف چیز سے ہی ہوتی ہے، معنی وہی لکھا جاتا ہے۔جائز کے معنی جو ناجائز کا متضاد ہو۔ جو ناجائز نہ ہو۔اجالا کسے کہتے ہیں جو اندھیرا نہ ہو۔ہمیشہ اس کی مخالف چیز سے ہی پہچانا جاتا ہے۔تو وہاں خیر ہی خیر تھا اور یہاں شر ہی شر تھا۔اور خیر اور شر دونوں مل گئے۔تو کیا بنا خیر اور شر کے ملتے ہی،تو یہ ب کا نقطہ خیر کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔اور شین کا نقطہ شر کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔اور یہ ب اور شر مل گئے تو بشر بن گیا۔بشر میں خیر ہی خیر۔تو ب میں خیر ہی خیر اور ش میں شر ہی شر۔اس لئے کیا کہا گیا ہے۔

جب سے سنا ہے یار لباسِ بشر میں ہے
تب سے فرشتے بشر ہونے کی دعا کرنے لگے

اتنی بات سمجھ لو تو بڑی بات ہے۔ مولا سے یہ دعا ہے کہ اس راز کو سینے کے اندر نور ہی نور بنائے۔ اور اس کو سمجھ کی سمجھ میں اتار لو۔ دل کی گہرائیوں میں اتار لو۔ اور اس کی حرمت کرو، قدر کرو۔ سامنے جو بھی چیزیں مثالی ہے تو حقیقی ہے۔ سامنے جو کچھ بھی ہے سب مثالی ہے۔ بس اپنی حقیقت کو حقیقت سے ہی پانا ہوگا۔ اور وہ کام حقیقت سے حقیقت کو دیکھا جا سکتا ہے۔ حقیقت کی معرفت حاصل ہو جائے تو کیا بات ہے۔ بس آج سے آپ کی حرمت فرض قرار دی گئی ہے۔ کیونکہ مقام حقیقت عطا کر دیا گیا ہے۔

مرشد کو ہی پانا ہے پانا محمد ﷺ کا
دیدار تو ہوتا ہے روزانہ محمد ﷺ کا

یہ ظاہر و باطن کا کیا راز کہے رضوان
اظہارِ خدائی ہے چھپ جانا محمد ﷺ کا